بے گناہ کویتی عراقی جیلوں میں کب تک؟

ارشاد احمد ارشد

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمہیں بھی لے ڈوبیں گے۔ کے مصداق صدام کی حماقت، بیوقوفی، نادانی اور کم عقلی کا خمیازہ عراقی عوام کے ساتھ ساتھ ہمسایہ عرب ریاستوں کو بھی بھگتنا پڑا ہے۔ اگرچہ خلیجی جنگ کو ختم ہوئے یہ چھٹا سال ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ حماقت جتنی بڑی ہو گی اس کا خمیازہ بھی اتنا بڑا ہو گا۔ جبکہ بعض غلطیاں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن کا خمیازہ نہ صرف حاضر نسلوں کو بلکہ آئندہ نسلوں کو بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ کویت پر عراقی قبضہ بھی ایسی ہی غلطی ہے جس کا خمیازہ موجودہ نسلوں کے علاوہ لامحالہ آئندہ نسلوں کو بھی بھگتنا پڑے گا "کویت عراق جنگ" عراقی آمر نے بلا جواز، بلا سبب اور بغیر کسی معقول وجہ کے کویت پر مسلط کر دی تھی۔ اس جنگ میں مالی، معاشی اور جانی نقصان ہوا تو وہ صرف مسلمانوں کا۔ امریکہ نے اس موقعہ پر "بندر بانٹ" کا مظاہرہ کیا۔ یعنی اس نے ایک طرف عراق کی عسکری کمر توڑ دی۔ تو دوسری طرف کویت اور سعودی عرب جیسی مالدار اور خوشحال ریاستوں کو نچوڑ کر رکھ دیا ہے۔ گویا "آم کے آم گٹھلیوں کے دام" والی بات ہے۔

اس جنگ میں ہونے والے جانی، مالی اور معاشی نقصان پر پہلے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ میں اس وقت انسانی حقوق کے علمبرداروں کی توجہ ان بے گناہ، بے بس، مجبور، معذور، مظلوم، ستم رسیدہ اور ستم زدہ کویتی قیدیوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جو جنگ ختم ہونے کے باوجود ابھی تک عراقی جیلوں میں محبوس ہیں۔ یہ بات معلوم ہے کہ کویت خوشحال اور مالدار ملک ہے۔ خلیجی جنگ سے پہلے پاکستان سمیت بیسیوں ممالک کے لوگ کویت میں برسر روزگار تھے۔ یہ لوگ جہاں اپنے اہل و عیال کی کفالت بھی کر رہے تھے۔ وہاں اربوں ڈالر کا زرمبادلہ بھی اپنے ممالک کو بھجوا رہے تھے۔ کویت پر ظالمانہ عراقی قبضے کے بعد یہ لوگ کسمپرسی، بے چارگی اور بے سروسامانی کی حالت میں اپنے خون پسینے کے اثاثوں کو چھوڑ کر کویت سے نکلنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ پھر جنگ کے ایام میں جن ممالک

نے اخلاقی و سفارتی سطح پر کویت کی حمایت کی۔ حکومت کویت نے وعدہ کیا کہ آزادی کویت کے بعد ایسے ممالک کے کارکنوں کو دوبارہ کویت میں کام کے مواقع فراہم کئے جائیں گے۔

پاکستان بھی ایسا ہی ملک تھا کہ جس کے کم و بیش ایک لاکھ لوگ کسی نہ کسی صورت میں کویت میں برسر روزگار تھے۔ جنگ کے دوران حکومت پاکستان کا موقف بڑا واضح، مبنی برحقیقت، صحیح اور درست تھا۔ لیکن جہاں تک عام لوگوں کی بات ہے تو وہ صدام کی محبت سے دبلے اور کمزور ہوئے چلے جا رہے تھے۔ جتنی کثرت سے جلوس پاکستان میں نکالے گئے کہ ان کی مثال عراق میں بھی نہیں ملتی ہے۔ بعض مذہبی و سیاسی جماعتوں نے اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے عرب ریاستوں اور بالخصوص سعودی عرب اور کویت کے خلاف جی بھر کے اپنے دلوں کا غبار نکالا۔ باوجود اس بات کے دونوں ممالک نے ہمیشہ آڑے اور مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا۔ جس وقت ہمارے جذباتی لوگ کویت و سعودی عرب کے خلاف جلوس نکال رہے تھے ایسے وقت میں خادم الحرمین الشریفین دو ماہ کے لئے پاکستان کی ضروریات کے مطابق ۲۲ کروڑ کا تیل دے کر پاک سعودی تعلقات میں نئے باب کا اضافہ کر رہے تھے۔ جبکہ انہی دنوں میں اسلام آباد میں کویتی سفیر قاسم عمر الیاقوت نے یہ اعلان کیا کہ جنگ کے بعد کویت کی تعمیر نو میں ہم پاکستان کو خوش آمدید کہیں گے اور پاکستانی کارکنان کو حسب سابق کویت میں کام کے مواقع فراہم کئے جائیں گے۔

جس بڑے پیمانے پر پاکستان میں صدام کی حمایت میں مظاہرے کئے گئے تھے ان کو دیکھتے ہوئے کویت کی جگہ اگر کوئی دوسرا ملک ہوتا تو وہ شاید ہمیشہ کے لئے پاکستان سے تعلقات منقطع کر لیتا۔ لیکن پاکستانیوں کی تمام تر حماقت کے باوجود کویتی سفیر کا یہ اعلان بڑے دل گردہ کی بات تھی۔ جنگ کو اختتام پذیر ہوئے۔ چھٹا سال شروع ہے۔ کویتی سفیر نے اسلام آباد میں جو اعلان کیا تھا دنیا اس پر عمل در آمد ہوتا دیکھ چکی ہے۔ پاکستانی کارکن کویت میں ایک دفعہ پھر برسر روزگار ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ جنگ اور کویت کی تعمیر نو کے بعد اس وقت اہل کویت کا سب سے بڑا مسئلہ وہ ۶۲۵ کویتی قیدی ہیں کہ جو عراقی جیلوں میں بند ہیں۔ حکومت کویت ابتدا ہی سے ان قیدیوں کی رہائی کے لئے عراق پر

سفارتی دباؤ ڈالے چلی آ رہی ہے جبکہ صدام حسین پر سفارتی دباؤ کا اثر کم ہی ہوتا ہے۔ کویت پاکستان کا مخلص دوست ہے اور بالخصوص اہل پاکستان کی طرف سے صدام کی بے جا حمایت کے باوجود کویت نے جس وسیع القلبی اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا ہے اس کا تقاضہ ہے کہ پاکستان کویتی قیدیوں کی رہائی کے لئے اپنے برادر ملک کویت کی اخلاقی و سفارتی تائید و حمایت کرے۔ ہمارا ملک عزیز اس سے پہلے سفارتی سطح پر کئی کارہائے نمایاں سرانجام دے چکا ہے۔ پاکستان امریکہ اور چین کو مذاکرات کی ایک میز پر بٹھا سکتا ہے تو کویتی قیدیوں کی رہائی کا معاملہ تو اس سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ عراقی جیلوں میں چند پاکستانی محبوس تھے۔ آصف زرداری انہیں کامیاب ڈپلومیسی کے نتیجہ میں واپس لا چکے ہیں۔ وہ چند قیدیوں کا مسئلہ تھا جبکہ یہاں ۶۲۵ قیدیوں کی بات ہے حکومت پاکستان اگر سفارتی سطح پر کوشش کرے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ قیدی رہائی حاصل نہ کر سکیں۔

علاوہ ازیں انسانی حقوق کی علمبردار تنظیمیں جن کے قیام کا مقصد انسانی حقوق کی پاسداری ہوتا ہے۔ ایسی تنظیموں کو بھی اس مسئلہ میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ کسی ملک کے بے گناہ افراد کو پس دیوار زنداں کر دینا حقوق انسانی کی سب سے بڑی تذلیل، توہین، تضحیک، رسوائی اور بدنامی ہے۔ اگر انسانی حقوق کی علمبردار تنظیمیں اس خالص انسانی مسئلہ کے حل کے لئے آواز نہیں اٹھائیں گی۔ تو پھر ان تنظیموں کے قیام کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ بغداد کو بھی چاہیے کہ وہ از خود ان قیدیوں کو رہا کر دے تاکہ اس کے وقار میں اضافہ ہو۔ صدام حسین نے ۸ سال تک ایران کے ساتھ جنگ کی۔ ساری دنیا جنگ بند کرنے پر زور دیتی رہی لیکن صدام نہ مانا۔ پھر۔۔۔ کتنے ہی ممالک نے ایرانی علاقے خالی کرنے اور ایرانی قیدیوں کی رہائی پر زور دیا۔ لیکن صدام کی بات "میں نہ مانوں" والی تھی۔ اس کے بعد حالات نے ایسا رخ اختیار کیا کہ صدام کو یہ دونوں مطالبات تسلیم کرنے پڑے۔ کویت پر قبضے کے وقت بھی یہی ہوا ساری دنیا نے شرافت کے ساتھ صدام کو کویت خالی کرنے پر زور دیا۔ لیکن صدام یہاں بھی "میں نہ مانوں" ہی کی پالیسی پر عمل کرتا رہا اور کچھ عرصہ بعد یہ ہٹ دھرمی بھی ختم ہو گئی اور کویت بھی خالی ہو گیا۔

پہلے بچوں جیسی بے جا ضد اور ہٹ دھرمی اختیار کرنا پھر.... ہر بات پر بلا مشروط عمل کرتے جانا اس سے بغداد کے وقار میں کوئی اضافہ نہیں ہوا بلکہ یہ دنیا بھر میں بے توقیری اور تذلیل کا سامان ہے۔ بدقسمتی کی بات ہے کہ ذلت اور رسوائی کا یہ سامان کوئی غیر نہیں بلکہ عراقی عوام کا اپنا صدر خود اپنے ہاتھوں فراہم کر رہا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت کویت اور عراق کے تعلقات منقطع ہیں تاہم دنیا میں تیزی کے ساتھ رونما ہوتی ہوئی تبدیلیوں کے پیش نظر کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کل کا دشمن آج کیوں اور کس وقت دوست بن جائے گا؟ عراق اور ایران کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ صدام نے ۸ سال تک ایران کے خلاف محاذ کھولے رکھا۔ لیکن حالات نے اچانک اور یکایک ایسا پلٹا کھایا کہ صدام ایران کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے پر مجبور ہو گیا۔ یہ الگ بات ہے کہ دوستی کا ہاتھ بڑھانے کے باوجود ذلت و رسوائی صدام کا مقدر بن گئی۔

اگر اس وقت صدام حسین کویتی قیدیوں کو رہا کر دیتے تو یقیناً اس کے خوشگوار نتائج برآمد ہوں گے اس سے دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی کی برف پگھلنے میں مدد ملے گی۔ جب عراق قیدیوں کو رہا کرے گا تو کوئی وجہ نہیں کہ کویت اس کا جواب خیر سگالی کے جذبات سے نہ دے۔ اس طرح کل کے دو دوست آج پھر دوست بن سکتے ہیں۔ یہی بات دونوں ممالک، عرب ریاستوں اور امت مسلمہ کے لئے مفید اور بہتر ہے۔

بقیہ بائبل

الحمد للہ! ہم نے اپنی گزارشات مختصر سے انداز میں پیش کر دی ہیں۔ ہمارا مقصد ایک طرف تو اہل اسلام کو "عیسائیت" کی حقیقت سے روشناس کروانا ہے اور دوسری طرف ہم یہ چاہتے ہیں کہ عیسائی دوست بھی ٹھنڈے دل کے ساتھ ہماری باتوں پر غور کریں اور پھر دیکھیں کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط...؟ امید ہے کہ ہماری یہ آواز دل .... صدا بصحرا ثابت نہیں ہوگی۔

وما علینا الا البلاغ...○